

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نقش آغاز

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک موقع پر صدر پاکستان جناب محمد یحییٰ خان صاحب کا پیغام مملکت پاکستان کی نظریاتی اساس کے لحاظ سے بلاشبہ ملک کی تعمیر اور تشکیل مجدد کیلئے روشنی کا مینار اور واضح ترین "بیگل فریم ورک" کا کام دے سکتا ہے۔ اب ضرورت ایسے موندانہ اقدامات کی ہے جو ملک کے ہر شعبہ میں اس پیغام کی روح کو لٹے ہوئے فوری طور پر نافذ العمل کئے جاسکیں۔ قول اور پیغام و وعظ و تبلیغ کی حد تک کوئی بھی رہنما اصول نہ تو کبھی معاشرہ میں انقلاب برپا کر سکا ہے اور نہ اس سے کوئی قوم پیش آمدہ حوادث اور بحرانوں سے نکل سکی ہے۔ صدر پاکستان نے اپنے مؤثر اور جامع پیغام میں فرمایا کہ برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان کا مطالبہ اسی لئے کیا تھا کہ وہ اپنی مملکت میں آزادانہ طور پر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔ صدر یحییٰ خاں نے آگے چل کر کہا ہمیں اپنے دلوں کو ٹوٹنا چاہئے کہ اسلام کے جن ارفع و اعلیٰ اصولوں کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے ہم نے اپنے لئے علیحدہ وطن حاصل کیا تھا انفرادی یا اجتماعی طور پر ہم نے ان اصولوں کا کس حد تک احترام کیا ہے۔ صدر محترم نے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخوت و انصاف کے ابدی اصولوں پر مبنی ایک الیا نظام عطا کیا جس نے انسانوں کو علاقائی جغرافیائی اور نسلی و فاداریوں کے تنگ دائرے سے نجات دلادی، آئیے اہم متحد و متفق ہو کر اس نظام پر عمل پیرا ہونے کا عہد و پیمان کریں۔

صدر محترم کے ان پاکیزہ جذبات اور احساسات سے عیاں ہے کہ موجودہ مصائب اور آزمائشوں میں مبتلا قوم کی بیماری کی صحیح تشخیص کر لی گئی ہے۔ اور ذاتی اطلاعات کی حد تک اقتدار کے اونچے ایوانوں میں بھی آجکل یہ تاثر نہ بجا طور پر عام ہے کہ ملک کی سالمیت بقا اور مہلک باہمی اتحاد اور یگانگت کی اگر کوئی صورت رہ گئی ہے تو وہ صرف اور صرف اسلام اور حضور خاتم النبیین کا لایا ہوا لائحہ عمل ہے جذبات احساسات اور زبانی حد تک یہ انقلاب بھی الحمد للہ نہایت خوش آئند ہے۔ قدرت کی اتنی عظیم امتداد اور آزمائش کے باوجود بھی یہ احساس اور شعور اگر پیدا نہ ہو سکا تو ہم کسی طرح زندہ اور باشعور قوم کہلانے کے مستحق نہ رہیں گے۔ اب ضرورت

صرف یہ رہ گئی ہے کہ صدر محترم کی قیادت میں پوری حکومت جرأتِ مؤمنانہ اور جذبہ ایمانی سے کام لیکر ملک کے ہر شعبہ میں تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں انقلابی اصلاحی اقدامات نافذ فرمادیں، ورنہ یہ بات ناقابلِ فہم اور نہایت افسوسناک ہوگی کہ مرعین جان بلب ہو، مرضِ جاگل ہو، مرض کی تشخیص ہو چکی ہو، علاج کے لئے قوت و وسائل اور اسباب سب کچھ موجود ہوں مگر نسخہٴ شفا کے استعمال کی بجائے اس کے درد پر اکتفاء کیا جائے اور مریض جان توڑ دے۔ اس وقت پوری قوم کو اجتماعی طور پر گھن لگ چکا ہے اور برہمراقتدار طبقہ کو اثر نے قوت و حاکمیت کے وسیع اختیارات دے دیے ہیں اگر صدر محترم چاہیں تو ان وسیع اختیارات سے کام لیکر قومی زندگی کے ہر شعبہ میں دور رس نتائج اور برکات کی حامل تبدیلیاں لاسکتے ہیں۔ اگر کسی علاقہ یا خطہ کی حفاظت یا کسی ملکی و ملی مفاد پر مبنی احکامات آرڈیننس کی شکل میں نافذ ہونے چاہئیں تو کیا وجہ ہے کہ پورے ملک اور قوم کی بقاء اور حفاظت کیلئے ایسے اقدامات میں پس و پیش کیا جاسکے۔ اگر جمہوریت غداروں کو تحفظ نہیں دے سکتی تو کیا وجہ ہے کہ اس جمہوریت کے نام پر ہم کسی گروہ کو نظریہٴ پاکستان — اسلام اور اسلامی حاکمیت — کو مجروح کرنے یا اسے پس منظر میں ڈالنے کی اجازت دیں۔ تو پھر جمہوریت بھی اتنی مہموم جس کے انظار میں کسی قوم کے عروج و ارتقاء کا بنیادی زمانہ اور اہم صلاحیتیں ہی نتائج ہو جائیں۔

اس وقت اللہ نے اپنے فضل و کرم اور ملک کی مایہ ناز افواج اور مشرقی پاکستان کے غیر مدد محب اسلام باشندوں کی مشترکہ مساعی ہے ہمیں سوچ کر اپنی لغزشوں کی تلافی کرنے کا ایک موقع دیدیا ہے۔ اسے گنونا ہماری قومی تاریخ کی سب سے بڑی غلطی ہوگی۔ اس وقت بلاشبہ ملک سیاسی بے یقینی اور بہت حد تک اقتصادی بحران میں مبتلا ہے، ہر طرف سے قومی مسائل ہمیں گھیرے ہوئے ہیں۔ لیکن سب سے اہم اور نازک مسئلہ جو پوری قوم کو ہلاکت اور تباہی کی طرف لے جا رہا ہے، وہ اس ملک کے باشندوں کا اخلاقی مسئلہ ہے، اور پورے ملک کو معاشی اور سیاسی دلدل میں پھنسا دینے میں اخلاقی اور معاشرتی مسئلے کا بنیادی حصہ ہے۔ اجتماعی حیثیت سے قوم کی غالب اکثریت نبی کریمؐ کی اخلاقی اقدار اور اسلام کے نظام تمدن و معاشرت سے ہٹ چکی ہے۔ نوجوان طبقہ میں اباحیت انارکی اور آزاد روی کا دور دورہ ہے۔ اور اخلاقی قدروں کی پامالی کی یہ جرأت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ انہی رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد النبیؐ کے نام پر جسکی مناسبت سے صدر پاکستان نے مذکورہ بالا پیغام دیا ہے۔ جلسے اور جلسوں میں وہ سب کچھ کیا گیا جو کسی مسلمان اور حیا دار شخص کو نجی سے نجی مجلسوں میں بھی زیب نہیں دیتا۔ میلاد النبیؐ کے جلسوں میں جنسیت زدہ منحش سفلی، فلی گاؤں کے ریکارڈ سنائے گئے، شراب پی کر عورتوں کو چھڑانے کے واقعات، بھنگا ناچ، ہے جالو کی تان پر

غل غمناک اور یہاں تک کہ شب میلاد کے ایک پروگرام کے تحت لاہور کے جمنانہ کلب میں اونچے طبقے والے لوگوں اور لڑکیوں کا رقص۔ اس صاحب سیرۃ مطہرہ کے نام پر جو عصمت و عفت کا علمبردار اور اخلاق طیبہ کا پیکر اور حیا و وقار کا صورت مجسم بن کر دنیا کو اخلاق کا درس دینے آئے تھے۔ ہمارے نوجوان طبقہ کی برائت، رذائے عالم کہ آزاد کشمیر سے مخلوط تعلیم پر پابندی کی خبر آئی تو یہ خبر مغرب زدگان پر بجلی بن کر گری۔ جامعہ کراچی نے طلبہ و طالبات کو اتنی ہی ہدایت کی کہ وہ آپس میں زیادہ اختلاط نہ رکھیں تو اس پر وادیا شروع ہوا کہ یہ رجعت پسندی اور فطری آزادی پر پابندی ہے۔ پیٹ کی بیماری ذہنیت نے تو اسے سیاسی سنٹ بنا دیا کہ ایسی پابندیوں سے اخلاص کا مسئلہ پیچیدہ ہو جائے گا۔ اور یہ تو اخلاقی زوال کے چند بولتے نمونے ہیں۔ کوئی اخبار اٹھا کر دیکھے دن دہائے قتل و غارت گری اور بھرے بازاروں میں لڑکیوں کا اغواء، دھوکہ، فریب، سنگٹنگ، غلط اور دیگر معاشرتی خرابیوں کے علاوہ اور کچھ نظر ہی نہ آئے گا۔ اخبارات کے فلمی نمبر تو چھوڑیے، ہر سنجیدہ اخبار کا ادھاحقہ فلم سے متعلق فحش ترین اشتہارات سے دعوت، نماشی دیتا ہوا ملے گا۔ ٹیلی ویژن پر لڑکیوں نے تو گھر گھر پہنچ کر فلمی خرابیوں کی کسر پوری کر دی ہے۔ ریڈیو سے مروجہ فحش فلمی گانوں اور جنس آؤڈ ڈراموں کی بھر مار ہے۔ سڑک اور بازار فحش تصاویر اور سائن بورڈوں سے اٹنے پڑے ہیں۔ بدھ رنگہا دوڑائیے اور بدھ رنگان لگائیے عفت اور عصمت اور اخلاق و حیا کے لٹنے اور ٹانے کی ملاحے عام ہے۔ یہ حالات نہ تو یکایک پیدا ہوئے ہیں نہ خود بخود، جن تعلیم گاہوں سے نوجوان پودہ تربیت پاکر نکل رہی ہے وہاں کی تعلیمی اور تربیتی نظام پر ایک نگاہ دوڑائیے ثانوی اداروں سے لیکر اعلیٰ سے اعلیٰ یونیورسٹی تک سب کچھ موجود ہے مگر اسلامی علوم، قرآن و سنت، اخلاق نبوی اور معاشرت اسلامی کی تعلیم کا نام و نشان نہیں جو کچھ ہے صفر کے برابر ہے، پبلک اور مشنری سکولوں سے جو پود نکل نکل کر ”ہی ازم“ کی گود میں جا رہی ہے آخر اس کی ذمہ دار ہم ناچختہ نوجوان ذہنیت کو کیوں ٹھہرائیں — الغرض ان ناگفتہ بہ حالات اور خرابیوں کی اصلاح کیا صرف زبانی اور تحریری پیغامات سے ہو سکتی ہے؟ اور کیا اتنی خرابی بسیار کے بعد بھی ہمیں اسلامی معاشرت اور کتاب و سنت پر مبنی لائحہ حیات اپنانے میں پس و پیش ہے۔ یا پھر ہمارا مرض لاعلاج ہو چکا ہے اور ہمارا

مردی اور بدقسمتی کا فیصلہ ہو چکا ہے؟

وَاذْكُرُوا لِلّٰهِ اِلٰهًا وَّحِدًا ۚ لَّيْسَ لَهُ شَرِيْكٌ ۚ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۚ اِلَیْہِ رُجْعُكُمۡ ۚ اَلَمْ یَاۤتِکُمۡ بِالْحَقِّ ۚ اَلَمْ یَاۤتِکُمۡ بِالْبُرْہٰنِ ۚ اَلَمْ یَاۤتِکُمۡ بِالْحَقِّ ۚ اَلَمْ یَاۤتِکُمۡ بِالْبُرْہٰنِ ۚ اَلَمْ یَاۤتِکُمۡ بِالْحَقِّ ۚ اَلَمْ یَاۤتِکُمۡ بِالْبُرْہٰنِ ۚ

اِنَّہٗ یَاۤتِیۡکُمۡ بِالْحَقِّ ۚ اَلَمْ یَاۤتِکُمۡ بِالْبُرْہٰنِ ۚ اَلَمْ یَاۤتِکُمۡ بِالْحَقِّ ۚ اَلَمْ یَاۤتِکُمۡ بِالْبُرْہٰنِ ۚ اَلَمْ یَاۤتِکُمۡ بِالْحَقِّ ۚ اَلَمْ یَاۤتِکُمۡ بِالْبُرْہٰنِ ۚ

کلیع الحق